فصل اول

عدالتی تحفظات اسلام کی نظر میں (۴)

تالیف و ترجمہ: قاضی محمد رویس خان ایوبی

تمہید

قبل ازیں راقم الحروف نے اسلام کے دور اول کے عدالتی نظام' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں اور خلفاء راشدین کے دور حکومت کے عدالتی نظام کا مختصراً" تذکرہ کیا ہے۔ اس باب میں اسلام کے عدالتی نظام کے بارے میں بنیادی امور پر روشنی ڈالی جائیگی۔

سب سے پہلے قضاء کے لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کئے جائیں گے' اسکے بعد قضاء کی شرعی حیثیت' قاضیوں کے تقرر کی شرائط' قاضیوں کے آداب' قاضیوں کی تقرری کا طریقہ' عدالت کہاں ہونی چاہئے' عدالتی آداب کیا ہیں' ان موضوعات پر تفصیلی مباحث پیش کئے جائیں گے۔ کیونکہ ان بنیادی مباحث کے بغیر عدالتی تحفظات کے بارے میں ٹھیک ٹھیک معلومات حاصل نہیں ہوسکتیں۔ جبکہ اس مقالہ کا اصل موضوع ہی' عدالتی تحفظات اور مراعات ہے' اور یہ مباحث اس لئے بھی ضروری ہیں کہ ہمیں معلوم ہوسکے کہ قاضی ر جج مطلوبہ شرائط پوری کرتے ہوئے' جب منصب قضا پر فائز کر دیا جاتا ہے تو اس کیلئے کونسی امتیازی مراعات شرعا" ضروری ہیں۔ کیا اسے خصوصی تحفظات حاصل ہوں گے؟ عدالتوں کی خودمختاری اور عدالتی نظام میں عدم مداخلت کی حدود کیا ہیں؟ شریعت اسلامیہ نے قاضی کو کس حد تک خود مختار بنایا ہے۔ فریقین مقدمہ کے سلسلہ میں قاضی اور حکومت کی کیا ذمہ داریاں ہیں۔ ان امور پر مفصل بحث سے قارئین کو ان تحفظات و امتیازات کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل ہوں گی' جو اسلام نے ججوں اور دیگر عدالتی اہل کاروں کو عطا کئے ہیں۔ تو لیجئے' سب سے پہلے فصل اول میں مندرجہ ذیل مباحث بیان کئے جائیں گے:

بحث اول	:	قضاء کے لغوی اور اصطلاحی معنی
بحث دوم	:	حکم' کی لغوی اور اصطلاحی تعریف
بحث سوم	:	قضاء کی شرعی حیثیت اور ثبوت
بحث چہارم	:	قضاء کی فضیلت اور خطرات' نیز منصب قضا کی تمنا اور اسے قبول کرنے کا حکم

بحث اول:

لغت عربي میں " قضاء " کا لفظ حکم (ORDER) کے معنی میں آتا ہے۔ بنانا' اندازہ لگانا بھی اسکے معانی بیان کئے گئے ہیں اور ان معانی کیلئے قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت سے استدلال کیا گیا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔ **فقضا ھن سبع سمٰوٰت** " تب اللہ نے سات آسمان بنائے" (۱) **قضی** کسی چیز کے خاتمے اور فیصلے کیلئے' جیسے **ولولا کلمتہ سبقت من ربک الی اجل مسمی لقضی بینھم** اگر خداوند قدوس کی طرف سے ایک مقررہ مدت کے بارے میں طے نہ ہو چکا ہوتا تو ان کے درمیان معاملہ ختم کر دیا جاتا" (۲) لغت کے مشہور امام جوھری فرماتے ہیں کہ **قضاء** دراصل **قضایٌ** ہے کیونکہ یہ لفظ **قضیت** سے ہے جب یا' الف کے بعد آیا تو اسے ہمزہ سے بدل دیا۔ **قضی علیہ** "کسی کے خلاف فیصلہ کیا"۔ **قضی بینھما** دو افراد کے درمیان جھگڑا چکایا"۔ **قضی القاضی بین الخصوم** "قاضی نے فریقین کے درمیان تنازعہ ختم کیا یعنی فیصلہ کر دیا (۳)۔ **قضی** بیان کے معانی میں بھی آتا ہے اور اسکے معنی اشارہ کے بھی آتے ہیں۔ ارشاد باری ہے **وقضینا الیہ ذلک الامر** (۴) "ہم نے ان تک بات پہنچادی" (۵) یہ لفظ فارغ ہونے اور ادا کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے جیسے **فاذا قضیتم مناسککم** " اور جب تم اعمال حج سے فارغ ہو جاؤ" (۶)۔ اور کبھی لازم قرار دینے کے معنی میں بھی آتا ہے' جیسے **قضینا علیہ الموت** " اور ہم نے ان پر موت لازم کر دی" (۷) خلاصہ کلام یہ کہ **قضی** کے متعدد معانی ہیں اور سب کا مفہوم ایک ہے اور وہ ہے " لازم کرنا" "منقطع کرنا" " مکمل کرنا" (۸)

قضاء کا اصطلاحی معنی

فقہاء نے مختلف اسالیب و الفاظ میں قضاء کی تعریف بیان کی ہے جو درج ذیل ہے۔

حنفیہ

حنفی مکتب فقہ سے تعلق رکھنے والے قانون دان حضرات نے قضاء کی تعریف یوں کی ہے : " تنازعات کا قطعی فیصلہ کرنا"۔ علامہ قاسم نے فرمایا: " قضاء کا مطلب ہے تنازعات کا فیصلہ کرنا دنیوی مصالح کی خاطر" (۹) علامہ عینی شارح ہدایہ فرماتے ہیں۔ شریعت میں قضاء کا مطلب ہے " نفاذ حکم ' تنازعات کا فیصلہ کرنا" (۱۰)

ان تعریفات میں تعریف اول " لازم " کے ساتھ ہے جو کہ جامع اور مانع ہے کیوں کہ قاضی حدوث تنازعہ کے بغیر فیصلہ نہیں کرتا۔ مدعی اور مدعی علیہ کا وجود ضروری ہے چاہے وہ حقیقی ہوں یا معنوی (۱۱) قاضی کے حکم کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تنازعہ ختم ہو جاتا ہے۔ کسی ایک فریق کے حق میں اور دوسرے کے خلاف فیصلہ ہوتا ہے جو دونوں کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ لیکن یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ قاضی کو صرف اجتہادی مسائل میں اپنی رائے سے فیصلہ کرنے کا اختیار ہے' جن معاملات میں اجماع امت ہو ان میں اور عبادات میں قاضی کا فیصلہ معتبر نہیں۔ " تنازعات" کی شرط اس لئے لگائی ہے تاکہ اس سے گارڈین کی تقرری' وصی کا تقرر' ناظم اوقات کی تعیناتی اور اس طرح کے دیگر امور خارج رکھے جائیں کیوں کہ یہ قضاء کے زمرے میں نہیں آتے بلکہ انتظامیہ کے دائرہ کار میں آتے ہیں۔

مالکیہ

فقہ مالکی کے فقہاء نے حسب ذیل تعریف کی ہے "شرعی حکم کا بایں طور اعلان کہ اس پر عمل کرنا ضروری ہو" (۱۲) اعلان کا لفظ تعریف میں "جنس" کے طور پر استعمال ہوا۔ لہٰذا تمام اعلانات کو شامل ہوگا۔ "شرعی حکم" کی قید اس لئے لگائی گئی ہے تاکہ غیر شرعی احکام کے اظہار کو قضاء نہ سمجھا جائے۔ جیسے رسم و رواج کے متعلق آگاہ کرنا یا ادبی معاملات میں اظہار اور حکم' یہ سب قضاء سے خارج ہیں۔ "عمل کرنا ضروری ہو" اس قید سے "فتوی" کو خارج کرنا مقصود ہے کیوں کہ فتوی پر عمل کرنا قانوناً ضروری نہیں۔ نیز فتوی میں مدعی اور مدعا علیہ کا ہونا ضروری نہیں نہ گواہ اور نہ اقرار ہی فتویٰ میں ضروری ہیں۔ اس قید سے "ثالثی" بھی خارج ہوگئی کہ ثالث طلاق' قصاص' لعان میں فیصلہ کرنے کا مجاز نہیں (۱۳)۔

شوافع

شوافع نے قضاء کی حسب ذیل تعریف کی ہے "دو افراد کے درمیان متنازعہ امور میں حکم خداوندی کے مطابق فیصلہ کرنا"۔ اور اس مذھب کے ایک دوسرے گروہ نے یوں تعریف کی ہے "تسلیم حکم پر فریقین کو مجبور کرنا" (۱۴)۔ دو افراد سے مراد صرف دو شخص ہی نہیں بلکہ دو پارٹیاں مراد ہیں خواہ ایک کے افراد کم ہو یا زیادہ ہوں۔ "متنازعہ امور" کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ غیر متنازعہ امور میں اظہار حکم "فتوی" کہلاتا ہے جیسے نماز' روزہ' حج و زکوۃ کے مسائل کے متعلق استفسار اور ان کا جواب قضاء کے زمرے میں نہیں آئے۔ "حکم خداوندی" کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ اگر فیصلہ شریعت کے خلاف کسی اور رائج الوقت قانون کے تحت کیا جائے تو وہ شرعاً قضا شمار نہ ہوگا اور اسے کسی قسم کا تحفظ حاصل نہ ہوگا اور نہ ہی اسکا نفاذ اہل کاران حکومت پر ضروری ہے۔

حنابلہ

فقہ حنبلی سے تعلق رکھنے والے قانون دانوں نے قضاء کی تعریف حسب ذیل کی ہے: "حکم شرعی کا اظہار اور اسکو منوانا اور متنازعات کا فیصلہ کرنا"۔ یہ تعریف بھی سابقہ تعریفات کی طرح ہوتا ہے۔ "منوانا تسلیم کرانا اور تنازعات کا فیصلہ" کی قید لگا کر فتوی خارج کر دیا گیا ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ فتویٰ فقط حکم شرعی کے اظہار کا نام ہے اور قضاء' حکم شرعی کے اظہار اور اس پر عملدرآمد کا نام ہے۔

خلاصہ بحث

گذشتہ سطور میں آپ نے قضاء کی جتنی تعریفات پڑھیں ان سب کا مفہوم ایک ہے۔ تھوڑے بہت لفظی اختلاف کے سوا باقی امور میں تمام فقہاء متفق ہیں۔ ان تمام تعریفوں کا خلاصہ یہ ہے کہ "قضاء" حکم خداوندی کے اظہار اور اسکے نفاذ اور متنازعہ امور میں فریقین کے درمیان فیصلہ کرنے کا نام ہے"۔

حوالہ جات

(۱) سورۂ فصلت' آیت ۱۲۔ (۲) سورہ شوریٰ' آیت ۱۴۔ (۳) الصحاح : ۶ر۲۴۶۳' فصل القاف باب الیاء۔

تاج العروس' زبیدی : ۴؍۲۹۶' ۲۹۷۔ المصباح المنیر' فیومی : ۲؍۱۱۴۔ (۴) سورہ الحجر' آیت ۶۶۔ (۵) روح المعانی : ۱۴؍۷۰۔ (۶) سورہ البقرہ' آیت ۲۰۰۔ (۷) سورہ سبا' آیت ۱۴۔ (۸) فتاوی ابن تیمیہ المتوفی ۷۳۸ھ ۱۸؍۱۷۰۔ ترتیب القاموس المحیط' طاہر زواوی : ۳؍۶۴۱۔ (۹) حاشیہ ابن عابدین ۴؍۲۹۶ نیز ملاحظہ کیجئے ادب القاضی' خصاف' شرح صدر الشہید : ۱۲۶۔ (۱۰) عینی شرح ھدائیہ۔ (۱۱) شخصیت حقیقیہ اور شخصیت اعتباریہ۔ قانون نے اشخاص کو ان دو قسموں میں منقسم کیا ہے۔ شخصیت حقیقیہ سے مراد آدمی ہیں یعنی انفرادی حیثیت سے جیسے ا' ب کے خلاف مدعی ہو۔ لہٰذا مدی "الف" ہوا "ب" مدعا علیہ۔ اور شخصیت اعتباریہ سے مراد ہیں تنظیمیں' پارٹیاں' پبلک پراپرٹی' گورنمنٹ وغیرہ جیسے پارلیمنٹ' بنکاری کے ادارے بلدیاتی ادارے' کواپریٹو سوسائٹیز' ایسوسی ایشنز۔ چونکہ ان اداروں میں ذمہ داری ایک فرد کی نہیں بلکہ مجموعہ افراد کی ہوتی ہے' اس لئے انہیں اعتباری شخصیت کہا جاتا ہے۔ جیسے اگر کوئی شخص حکومت کے خلاف دعوی کرے تو حکومت میں اس وقت جو شخص برسر اقتدار ہوگا وہی مدعا علیہ نہ ہوگا بلکہ اگر الف وزیر اعظم تھا اور دعوے کے بعد وہ عہدے سے ہٹ گیا تو اسکی جگہ جو شخص آئے گا وہی جوابدہی کا ذمہ دار ہوگا۔ گویا شخصیت اعتباریہ میں منصب یا تنظیم فریق مقدمہ ہوئی ہے۔ فرد معین نہیں ہوتا' جیسے جج کا فیصلہ حکومت کا فیصلہ ہوتا ہے اسے الف کا بطور فرد معین' فیصلہ نہ کہا جائے گا یہی وجہ ہے کہ جج بطور شخص معین فیصلہ کے نتیجے میں ہونے والے ضرر کا ذمہ دار نہ ہوگا بلکہ حکومت ذمہ دار ہوگی جسکا وہ نمائندہ ہے۔ قانون نے شخصیت اعتباری کو بھی وہی ذمہ داریاں دی ہیں جو شخصیت حقیقیہ کو دی ہیں۔ لیکن شخصیت حقیقیہ میں فرد ذمہ دار ہوتا ہے جبکہ اعتباریہ میں تنظیم یا منصب۔ (۱۲) تبصرۃ الحکام : ۱؍۸۔ شرح منح الجلیل : ۴؍۳۱۸۔ العنایۃ علی فتح القدیر۔ البنایۃ شرح الہدایۃ : ۷؍۶۹۔ تبصرہ الحکام : ۱؍۴۳۔ قلیوبی و عمیرۃ : ۴؍۲۹۸۔ ادب القاضی' ماوردی : ۲؍۳۷۹۔ ادب القضاء ابن ابی الدم : ۱۷۶۔ روضۃ القضاۃ' سمنانی : ۱؍۷۹۔ (۱۳) معنی المحتاج : ۴؍۳۷۱۔ حاشیۃ الشرقاوی : ۲؍۴۹۱۔ نہایۃ المحتاج : ۸؍۸۹۔

باقی از صفحہ ۶

خلاف فطرت اور خرابی کا باعث ہوگا۔ اسی طرح اجتماعی امور میں عورت مقتدی تو بن سکتی ہے مگر امام بن کر نماز نہیں پڑھا سکتی۔ اگر عورت امام بنے گی تو نہ اس کی اپنی نماز ہوگی اور نہ کسی مقتدی کی۔ عام نمازوں کے علاوہ عورت جمعہ اور عیدین کی نماز بھی نہیں پڑھا سکتی۔ امام شعرانی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ارشاد و تبلیغ کی بنیادی ذمہ داری بھی اللہ نے مردوں پر ڈالی ہے ۔ عورتوں کا مردوں کو تبلیغ کرنا خلاف فطرت بات ہے اس سے امریکہ' روس' اور یورپ کا تمدن تو زندہ ہوسکتا ہے اسلام کا تمدن زندہ نہیں ہوگا۔ عورتیں صرف وہ کام کریں جو ان کی ذمہ داری میں ہیں۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے بھی کہا ہے کہ گھر میں رہ کر گھر کی آبادی کے ضمن میں عورت کو بڑی اہمیت حاصل ہے اولاد کی تربیت عورت کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ ہر مسلمان کی پہلی یونیورسٹی اس کا گھر ہوتا ہے جہاں سے بنیادی تعلیم حاصل کرتا ہے

مادرت درس نخستیں باتوداد